باسمہ تعالیٰ

کیا فرماتے ہیں علماء شرع متین مسائل ہٰذا کے بارے میں۔

(۱) مسجد میں صف اول میں اگر علماء وصلحاء کے لیے جگہ روکنے کی غرض سے مصلے یا کپڑا وغیرہ بچھا دیا جائے۔ اور قصداً یا لاعلمی کی بناء پر بیٹھنے والے کو اس جگہ سے سختی سے اٹھا دیا جاتا ہے تو شرعاً کیا حکم ہے۔ زید کہتا ہے کہ بالکل ٹھیک ہے کتب فقہ میں مذکورہ ہے کہ امام کے قریب علم رکھنے والے کھڑے ہوں نیز بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی منقول ہے کہ بعض مواقع پر ایسی جگہ سے دوسروں کو ہاتھ سے پکڑ کر پیچھے کر دیا۔ جبکہ عمرو اس کا رد کرتا ہے اور کہتا ہے کہ پہلی صف میں پہلے آنے والے کا حق ہے جو بھی آ جائے۔ تفصیلی جواب سے تشفی فرمائیں۔

(۲) تبلیغی مرکز رائے ونڈ میں رمضان المبارک میں سحری اور افطاری کے وقت نقارہ بجا کر لوگوں کو آگاہ کیا جاتا ہے اس سے مرکز کے ایک ایک کونے میں آواز پہنچ جاتی ہے زید کہتا ہے ایسا کرنا بدعت ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے زمانے میں کسی سے منقول نہیں بلکہ اس طرح تو گویا ایک اسلامی شعار کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ بینوا وتوجروا

(۳) تبلیغی مرکز رائے ونڈ میں مسجد کی نماز کیلئے پورے مرکز میں پانچ اذانیں ہوتی ہے تاکہ پورے مرکز میں آواز پہنچ جائے۔ کیا ایک نماز کیلئے متعدد اذانیں دینا ٹھیک ہیں۔

(۴) نمازی تیسری رکعت میں غلطی سے اٹھنے لگا تو کتب فقہ میں ہے کہ اگر اقرب الی القیام ہو تو کھڑا ہو جائے اور اگر اقرب الی القعود ہونے کی حالت میں یاد آئے پر بیٹھ جائے۔ ھدایہ جلد اول ص ۱۶۶ کے حاشیے میں لکھا ہے۔ یعتبر ذلک بالنصف الاسفل فان کان النصف الاسفل مستویا کان الی القیام اقرب والا فلا۔ صفت صلوٰۃ کی تفصیل میں پڑھا قیام کیطرف جانے کا طریقہ یہ ہے بغیر زمین پر سہارا لیے سیدھا کھڑا ہو تو جب نصف اسفل استوا کی حالت میں آئیگا تو اقرب کیا معنی وہ کھڑا ہے کہ قیام تو قیام میں پہنچ ہی چکا۔ اس کے علاوہ جب نمازی زمین پر ہاتھ ٹیک کر اٹھیگا تو اس کا نصف اول تو اس کے سیدھا ہونے سے پہلے ہی اٹھ جاتا ہے۔ نیز اگر مستفتی اپنی مراد واضح نہ کر پایا ہو تو ممکنہ صورتوں کا حکم لکھ دیا جائے۔ فقط والسلام۔

مستفتی

(تکملہ کلام ۴ تیسری رکعت میں بعد تشہد التحیۃ میں کھڑا ہونے میں قیام یا قعود کا حکم) محمد راشد

مرکز رائے ونڈ

۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۷ھ

الجواب ومنه الصدق والصواب

(۱) واضح رہے کہ مسجد اللہ کا گھر ہے اس میں کسی کیلئے کوئی جگہ متعین نہیں لہذا مسجد میں اپنے لئے یا کسی اور کیلئے جگہ مخصوص کرنا اور اس معین جگہ میں بیٹھ جانے والے کو زبردستی اٹھانا اور جھگڑنا جائز ہی نہیں ہے[1] بلکہ احترام مسجد کے بھی خلاف ہے[2] جگہ کا حقدار وہی ہے جو پہلے پہنچے مصلے یا رومال وغیرہ بچھانے سے جگہ کا حقدار نہیں ہوگا البتہ اگر کوئی شخص نماز کے ارادے سے بیٹھے اور وضوء ٹوٹ جانے کی بناء پر اٹھے خصوصاً جبکہ مصلی یا رومال وغیرہ بچھا کر جائے اور جلد ہی واپس لوٹ آئے تو اس کا حق اس جگہ میں متعین ہو جائے گا[3] اور اگر کوئی شخص پہلے ہی مصلی یا کپڑا وغیرہ بچھا کر چلا جائے تو اس جگہ کا حقدار تو نہیں لیکن پھر بھی اس جگہ پر نہ بیٹھا جائے اگر مسجد میں اور جگہ ہو[4]

لہذا صورت مسئولہ میں علماء وصلحاء کیلئے صف اوّل میں مصلی یا کپڑے وغیرہ بچھا کر انکے لئے جگہ روکنا اور قصداً یا لاعلمی کی بناء پر بیٹھنے والے کو سختی سے اٹھانا جائز نہیں اس سے اجتناب کیا جائے البتہ اگر کوئی شخص خود ہی علماء وصلحاء کے اکرام واحترام میں صف اوّل کو چھوڑ کر پیچھے آجائے تو ایسا کرنا مناسب ہے اور جائز ہے[5]

جیسا کہ فتاوی شامی میں ہے[6]

وتخصيص مكان لنفسه وليس له
ازعاج غيره منه ولو مدرساً... وفي
شرح السير الكبير للسرخسي: هكذا كل
مايكون المسلمون فيه سواء كالنزول
في الرباطات والجلوس في المساجد
للصلوٰة والنزول بمنى او عرفات للحج
حتى لو ضرب فسطاطه في مكان كان

(جاری ہے)

ينزل فيه غيره فهو أحق وليس للآخران يحوله

مطلب فيمن سبقت يده إلى مباح ۱/۶۶۲ ط سعيد

ح۲ جیسا کہ ھندیہ میں ہے

ذكر الفقيه رحمه الله تعالى في التنبيه حرمة

المسجد خمسة عشر... والتاسع أن لا ينازع

في المكان ۵/۳۲۱ ط ماجدیہ

ح۳ جیسا کہ فتاوی شامی میں ہے

قال في القنية: له في المسجد موضع معين

يواظب عليه وقد شغله غيره: قال الأوزاعي

له أن يزعجه: وليس له ذلك عندنا اھ

أي لأن المسجد ليس ملكا لأحد: بحر عن

النهاية. قلت: وينبغي تقييده بما إذا

لم يقم عنه على نية العود بلا مهلة، كما لو

قام للوضوء مثلاً ولا سيما إذا وضع فيه ثوبه

لتحقق سبق يده تأمل مطلب في الفرش في

المسجد ۱/۶۶۲ ط سعید

ح۴ جیسا کہ البحر الرائق میں ہے

ومن بسط سجادة في المسجد او نزل في الرباط

فجاء آخر لا ينبغي أن يزعجه الاول إن كان

في المكان سعة فصل في احكام المسجد ۵/۲۰۶ ط رشیدیہ

ح۵ جیسا کہ فتاوی شامی میں ہے

وحاشية الأشباه للحموي عن المضمرات

عن النصاب: وان سبق احد الی الصف الاول فدخل رجل اکبر منه سنًا او اہل علم ینبغی ان یتأخر ویقدمه تعظیمًا له اھ

۵۶۹/۱ ط سعید

(۲) واضح رہے کہ رمضان المبارک میں سحری اور افطاری کے وقت ہونے پر نقارہ بجاکر لوگوں کو آگاہ کرنا بدعت میں شمار نہیں ہوگا جیساکہ فتاوی شامی میں ہے۔۔

ومن ذلك ضرب النوبة للتفاخر فلو للتنبيه فلا بأس به كما إذا ضرب في ثلاثة أوقات لتذكير ثلاث نفخات الصور لمناسبة بينهما فبعد العصر للإشارة إلى نفخة الفزع وبعد العشاء إلى نفخة الموت وبعد نصف الليل إلى نفخة البعث .. أقول وهذا يفيد أن آلة اللهو ليست محرمة لعينها بل لقصد اللهو منها إما من سامعها أو من المشتغل بها وبه تشعر الإضافة ألا ترى أن ضرب تلك الآلة بعينها حل تارة وحرم أخرى باختلاف النية بسماعها والأمور بمقاصدها ... وفي الحسن لا بأس بالدف في العرس ليشتهر وفي السراجية هذا إذا لم يكن له جلاجل ولم يضرب على هيئة التطرب اھ أقول وينبغي أن يكون طبل المسحر في رمضان لإيقاظ النائمين ـــ

(جاری ہے)

للسمرقندي کبوق الحمام تأمل کتاب الحظر والاباحۃ ۹/ ۳۵۰

(۳) واضح رہے کہ اگر ایک ہی مسجد میں ایک نماز کے لئے متعدد اذانیں دیا جائے تو اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے جب کہ ہر ایک مؤذن نے کامل طور پر اذان کے الفاظ کہے

جیسا کہ الفقہ الاسلامی وأدلتہ میں ہے

أما إجتماع جماعۃ على الأذان بحيث يأتي

مطلب فی اذان الجوق۔

کل واحد بأذان کامل فهو صحيح شروط الأذان ۱/ ۵۴۱ ردالمحتار ۱/ ۳۹۹ رسعید

(۴) چار رکعت والی نماز میں اگر نمازی قعدہ اولیٰ میں بیٹھنا بھول جائے پھر اسے یاد آئے تو سیدھا کھڑے ہونے کی حالت میں قیام سے قعود کی طرف عود نہیں کریگا اسی طرح اگر قیام کی حالت کے قریب ہو یعنی نصف اسفل مکمل سیدھا ہو جائے تو بھی قعدہ کی طرف نہیں لوٹے گا اور آخر میں سجدہ سہو کرکے نماز پوری کرے گا اور اگر قعود کی حالت کے قریب ہے یعنی نصف اسفل مکمل سیدھا نہ ہوا ہو تو قعدہ میں بیٹھ جائے گا

باقی سائل کا یہ شبہ کہ اگر نصف اسفل استواء کی حالت میں ہو تو اقرب کیسے بلکہ عین قیام ہے۔ تو دراصل گھٹنے سیدھے کرنے کے لئے کمر کا باقاعدہ سیدھا کرنا ضروری نہیں بلکہ قدرے جھکاؤ کمر کا رہنا ہے، چونکہ یہاں پر معیار گھٹنوں کا سیدھا کرنا اقرب الی القیام ہے اسلئے جب گھٹنوں سیدھے ہوں تو اس پر قیام کا حکم لگے گا

جیسا کہ البحر الرائق میں ہے

قوله وإن سها عن القعود الأول وهو إليه أقرب

عاد وإلا لا أي إلى القعود لأن الأصل أن ما يقرب

من الشيء يأخذ حكمه كفناء المصر وحريم البئر

(جاری ہے)

Scanned by CamScanner

فإن كان أقرب إلى القعود بأن يرفع أليتيه من
الأرض وركبتاه عليها أو بأن انتصب النصف
الأسفل وصححه في الكافي فكأنه لم يقم أصلاً فإن
كان إلى القيام أقرب فكأنه قد قام وهو فرض
قد تلبس به فلا يجوز رفضه لأجل واجب و
هو القعدة. وهذا التفصيل مروي عن أبي يوسف رح
واختاره مشايخ بخارى باب سجود السهو ۱/۱۰۰
اور حاشیہ بمنحة الخالق میں ہے
قوله وإن رفع أليتيه عن الأرض الخ
لا يخفى أن هذه الصورة هي الصورة التي
قبلها فيكون الحاصل في تلك الصورة
اختلاف الرواية ... على ما إذا فارقت ركبتاه
الأرض دون أن يستوي نصفه الأسفل شبه
الجالس لقضاء الحاجة فالحاصل على هذا أي على
ما في الخلاصة ... فإن ظاهره أنه متى كان إلى
القعود أقرب وعاد لا سجود عليه سواء رفع
ركبتيه من الأرض أو لا فقط والله تعالى أعلم

كتبه
محمد يعقوب
المتخصص في الفقه الإسلامي
جامعة العلوم الإسلامية علامہ
يوسف بنوري ٹاؤن كراتشي
۲۶/۸/۱۴۲۷ھ - ۲۰/۹/۲۰۰۶م

الجواب صحيح
محمد عبد القادر

الجواب صحيح
محمد عبد المجيد دين پوری